اے رازی، (ساؤتھ ویلز برطانیہ)

یادوں کے شگوفے

گوپال متل نے کہیں لکھا تھا کہ ایک دن اختر شیرانی نے ساتھ ساتھ چلتے ساحر اور شورش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ مجھے "س" اور "ش" بہت پسند ہیں۔ دونوں خوش ہو گئے۔ تب اختر شیرانی نے "سگریٹ اور شراب" کا نام لیا تھا۔ میں نے آغا سے پوچھا تھا۔ وہ ہاں یا نہ کی بجائے مسکرا رہے تھے۔
میرزا ادیب تو شورش کے بچپن کے دوست تھے۔ جب اختر شیرانی عروج پر تھے۔ تو پبلک لائبریری سے تازہ "رومان" میرزا صاحب سے پہلے شورش نے حاصل کر لیا۔ تنگ کرنے کے لئے دور سے پرچہ دکھا کر "سلمیٰ سے دل لگا کر بدنام ہو گیا ہوں" اپنی پاٹ دار آواز میں سنایا۔ کمزور جسم کے میرزا ادیب نے منہ دوسری طرف پھیر کر ہمیشہ کے لئے "کٹی" کرنے کی دھمکی دی۔ دوسرے دن شورش نے "رومان" کا تازہ پرچہ بک اسٹال سے خرید کر میرزا کے گھر پہنچا دیا تھا کہ یار میرزا تو...... بچپن کا دوست ہے۔ ناراض نہ ہونا۔
(شورش کاشمیری نے میرزا ادیب اور ابوسعید انور کی غریبی کا کئی دفعہ ذکر کیا تھا...... ورنہ ان کا نام ملک بھر میں مشہور ہوتا...... ساحر لدھیانوی کی فوٹو تو اچھی لگی تھی۔ لیکن وہ بھی خوش شکل نہیں تھے۔

○

ذوالفقار علی بھٹو لاہور میں ہی اخبار نویسوں سے مصروف گفتگو تھے۔ کسی نے پسندیدہ شاعر کا نام پوچھا تو بھٹو صاحب نے اسلم گورداسپوری (پارٹی شاعر) یا حبیب جالب (عوامی شاعر) کے بجائے فیض احمد فیض کا نام لیا۔ پھر تھوڑے وقفے کے بعد ایک شعر بھی سنا دیا:

گلوں میں رنگ بھرے، بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

اب اخبار نویس تو حیران رہ گئے۔ بھٹو صاحب کی ادبی دلچسپی پر کالم لکھنے شروع ہو گئے۔ لیکن بھٹو صاحب نے "فکس اپ" کرنے کی دھمکیوں اور کوثر نیازی کو وزارت میں لے کر اپنے دوست (شورش) کو ناراض کر لیا تھا۔ کیونکہ آغا نے ائیر مارشل اصغر خاں کے پہلے جلسہ (لاہور موچی دروازہ) کا بندوبست کیا تھا۔ اب آغا شورش بھٹو کو "سندھ کا بنوں"، "سیاسی شہزادہ" اور سیاسی و ادبی طنزوں سے تنگ کرتے۔ لیکن شورش نے اردو ڈائجسٹ کے الطاف قریشی یا مجیب شامی صاحب کی طرح "ذاتی" حملے نہیں کئے تھے۔ پھر بھی شورش نے فیض کے شعر کے حوالے سے بھٹو کو لتاڑا تھا کہ چونکہ اس عمر میں وہ خود مطلع ہیں اس لئے فیض کا مطلع ہی بولا ہے۔ کاش وہ مقطع بھی بول دیتے: